سبق: 6

تعلیم القرآن

آن لائن اکیڈمی

(سورۃ یوسف ،آیت 43 تا 49)

وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ

اور بادشاہ نے کہا بے شک میں (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیاں ہیں، جن کو سات دبلی گائیاں کھا رہی ہیں

آیت 43 وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ . . . . : مصر کے بادشاہ نے ایک دن خواب دیکھا کہ سات موٹی تازی

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ
لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾

اور سات سبز خوشے ہیں اور کچھ دوسرے خشک ہیں، اے سردارو! مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ، اگر تم خواب کی تعبیر کر سکتے ہو ﴿43﴾ انھوں نے کہا یہ تو پراگندہ خیالات ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر کے بارے میں جاننے والے نہیں ﴿44﴾

گائیاں ہیں اور سات بالکل دبلی پتلی گائیاں ہیں۔ وہ دبلی اور کمزور گائیاں موٹی تازی گائیوں کو کھا رہی ہیں۔ بادشاہ کو یہ خواب عجیب محسوس ہوا، کیوں کہ کھانا تو انھیں چاہیے تھا جو بہت مضبوط اور موٹی تازی تھیں لیکن یہاں معاملہ بالکل الٹ تھا۔ بادشاہ نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ "وَ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ" سات سٹے، بالیاں یا خوشے ہیں جو کہ سبز تھے "وَ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ" اور کچھ خشک تھے۔ بہت سارے مفسرین نے انھیں بھی سات ہی گنا ہے کہ اس نے سات خشک سٹے اور سات سبز سٹے دیکھے۔ بادشاہ کہتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ﴾ "اے سردارو! مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ، اگر تم خواب کی تعبیر کر سکتے ہو۔" اس کا مطلب ہے کہ بادشاہ نے اپنے درباریوں کے سامنے خواب بیان کر کے انھیں حکم دیا کہ سب سرداروں اور داناؤں کو میرے پاس لے کر آؤ، وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور مجھے اس خواب کی تعبیر بتائیں۔ بادشاہ کی پریشانی کا سن کر سب تعبیریں بیان کرنے والے وہاں آ گئے۔

آیت 44 ﴿قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ . . . .﴾: تعبیریں بیان کرنے والوں نے جب یہ خواب سنا تو وہ کہنے لگے کہ یہ پریشان قسم کے خیالات کا ایک بیکار سا خواب ہے جس کی کوئی تعبیر نہیں ہو سکتی۔ "اَضْغَاثٌ" "ضِغْثٌ" کی جمع ہے۔ آپ جھاڑو دے کر گھاس پھونس کا ایک مٹھا جمع کریں تو اس میں ملا جلا جو کچھ ہاتھ آئے، یا یہ کہ بہت ساری چیزوں کو جمع کر کے ایک گٹھا سا بنا لینے کو "ضِغْثٌ" کہتے ہیں۔ اس کا ترجمہ پریشان اور پراگندہ بھی کیا گیا ہے۔ گویا انھوں نے کہا کہ یہ خواب پریشان خیالات کا ایک مجموعہ ہے جس میں کوئی جوڑ نظر نہیں آ رہا۔ وہ کہتے ہیں: ﴿مَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ﴾ "اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر کے بارے میں جاننے والے نہیں۔" علمِ تعبیر میں مہارت کے دعوے رکھنے والوں کو اس خواب کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ انھوں نے صاف کہہ دیا کہ یہ کوئی واضح خواب نہیں ہے جس کی تعبیر بیان کی جا سکے، لیکن بادشاہ کو تسلی نہیں ہوئی۔ اصل میں بادشاہ نے غلطی کی۔ اسے چاہیے تھا کہ خواب کی تعبیر دربار کے لوگوں کی بجائے علماء اور خیر خواہ ناصحین سے پوچھتا، جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر یعقوب علیہ السلام سے اور قیدیوں نے اپنے خواب کی تعبیر یوسف علیہ السلام سے پوچھی تھی۔

وَ قَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ

اور ان دونوں میں سے جو رہائی پا گیا تھا جبکہ اسے ایک مدت بعد یاد آیا، اس نے کہا کہ میں تمھیں اس کی تعبیر بتاؤں گا، پس مجھے (قید خانے میں یوسف علیہ السلام کے پاس) جانے کی اجازت دیجیے ﴿45﴾ یوسف! اے بڑے سچے! ہمیں سات موٹی گائیوں کی تعبیر بتا دیجیے، جنھیں سات دبلی کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشوں اور دوسرے کچھ خشک کی بھی،

آیت 45 ﴿وَ قَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ: بادشاہ کے تعبیر پوچھنے پر علمِ تعبیر کے ماہر کہہ رہے ہیں کہ یہ تو بالکل پراگندہ اور پریشان قسم کا خواب ہے جس کی تعبیر نہیں بنتی۔ ان الٹی سیدھی باتوں کی تعبیر ہم کیسے پیش کر سکتے ہیں؟ جب یہ ساری بات ہوئی تو بادشاہ کو شراب پلانے والا بندہ جسے قید سے رہائی ملی تھی، اسے یاد آ گیا کہ مجھے یوسف علیہ السلام نے جو تعبیر بتائی تھی وہ صحیح نکلی تھی اور میرے ساتھ قید دوسرے نوجوان کو پھانسی ہوئی تھی۔ ہمارے خواب کی تعبیر سچ ثابت ہوئی تھی تو بادشاہ کے اس خواب کی تعبیر بھی وہی صحیح بتائیں گے۔ اس شخص کو یہ بات ایک مدت بعد یاد آئی تھی۔ یہاں "اُمَّةٍ" کا لفظ آیا ہے تو اس کا ایک معنی مدت بھی ہے، جیسا کہ امام طبری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ [دیکھیے تفسیر الطبري: ۱۳/ ۱۸۲] امت صرف افراد کے اکٹھ کو ہی نہیں کہتے، یہ صرف اس کا ایک معنی ہے۔ "أُمَّمٌ" کبھی "قُرُوْنٌ" کے معنی میں بھی آتا ہے، یعنی اس کے مختلف معانی ہیں۔

اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ: یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید میں رہنے والے اس شخص کو جب یاد آیا تو وہ بادشاہ سے کہنے لگا کہ میں آپ کو اس کی تعبیر اور تاویل بتا سکتا ہوں، لیکن آپ مجھے قید خانے میں جانے کی اجازت دیں، میں پوچھ کر بتاؤں گا۔ میں اس شخص کے پاس جاؤں گا جس نے مجھے میرے خوابوں کی تعبیر بتائی تھی۔ جب اس نے یہ بات کی تو بادشاہ نے اسے تعبیر پوچھنے کے لیے جانے کی اجازت دے دی۔

آیت 46 تا 49 ﴿یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ . . .: اس شخص نے کہا: اے سچے یوسف! صدیق اسے کہتے ہیں جو اپنے اقوال، افعال اور احوال میں سچا ہو۔ بادشاہ نے جس طرح خواب بیان کیا تھا اس شخص نے بالکل وہی الفاظ یوسف علیہ السلام کے سامنے بیان کر دیے اور پھر اس کی تعبیر پوچھی تو یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر بیان کر دی۔ مفسرین نے یہاں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے صرف تعبیر ہی نہیں بتائی بلکہ انھیں پورا لائحہ عمل بھی سمجھایا کہ اگر ایسے حالات پیش آئیں تو تم نے کیا کرنا ہے۔ فرمایا، تم سات سال مسلسل کھیتی باڑی کرو گے، تمھاری فصل بہت اچھی ہو گی اور تمھیں پھل بہت زیادہ ملیں گے، لیکن تم نے زمین سے حاصل ہونے والی ان چیزوں کو یونہی ضائع نہیں کرنا بلکہ اسراف و

سُنۢبُلٰتِهٖۤ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ
تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا

تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں، تاکہ انھیں بھی علم ہو جائے ﴿46﴾ (یوسف علیہ السلام نے تعبیر بتاتے ہوئے) کہا تم سات سال مسلسل کھیتی باڑی کرو گے، پس جو کاٹو اسے اس کے خوشے ہی میں چھوڑ دو، اس میں سے صرف تھوڑا سا کھا

تبذیر اور فضول خرچی کی بجائے اسے مشکل وقت کے لیے سنبھال کر رکھنا ہے۔ قوموں پر مشکل وقت آتے ہیں اور معاشی اعتبار سے بھی مشکلات آتی رہتی ہیں، لہٰذا جب کبھی حالات اس طریقے سے تبدیل ہوں تو اس کے لیے منصوبہ بندی اور انتظام و انصرام صحیح اور مناسب ہونا چاہیے۔

یوسف علیہ السلام نے بھی خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے انھیں طریقہ یہ سمجھایا کہ جب سات سال فصل اور غلہ بہت زیادہ ہو اور تمھیں خوش حالیاں مل جائیں تو تم نے بچت کرنی ہے۔ فرمایا: ﴿ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴾ تم نے تھوڑا کھانا ہے اور زیادہ بچا کر رکھنا ہے، یعنی خوشوں سے صرف اتنی گندم صاف کرنا جتنی کھانی ہے۔

بادشاہوں کو چونکہ ملکی مسائل و معاملات کی فکر ہوتی ہے اس لیے بادشاہ خواب کی تعبیر خود پوچھ رہا ہے۔ یوسف علیہ السلام آئندہ پیش آنے والے حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اب تمھیں احتیاط برتنی ہے۔ یوسف علیہ السلام انھیں نصیحت کر رہے ہیں کہ آئندہ سال مشکل اور قحط والے ہوں گے، ان کے لیے تم نے بچت کرنی ہے۔ دیہاتوں میں خاص طور پر یہ چیز دیکھنے میں آئی ہے کہ جب کسی کی فصل اچھی ہو جائے اور خوب مال و دولت جمع ہو تو لوگ شکر کا رویہ اختیار کرنے کی بجائے لڑائی جھگڑوں کے ذریعے دولت برباد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ . . . : یوسف علیہ السلام نے بچت کا طریقہ یہ سمجھایا کہ جب تم فصلوں کو کاٹ لو تو غلہ ان کے خوشوں میں ہی رکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خوشوں سے دانے نکال لو اور بھوسے کی توڑی بنا لو۔ تم نے ان سب کو اکٹھا رکھ کر گودام بھی نہیں بھرنے۔ اس سے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کیڑے مکوڑے آ جاتے ہیں، سسری پڑ جاتی ہے اور دیمک لگ جاتی ہے، یوں پتا بھی نہیں چلتا اور فصلیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس لیے تم نے دانوں کو خوشوں سے نکال کر فصل محفوظ نہیں کرنی بلکہ انھیں خوشوں میں ہی رہنے دینا ہے۔ اس سے فصل صحیح طور پر محفوظ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو دانوں کی پیکنگ کی ہے، باریک باریک اور مضبوط غلاف دانے پر چڑھائے ہیں، اس کی وجہ سے بارش اور دھوپ سے دانے محفوظ رہتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و باریک بینی سمجھ آتی ہے۔ آج کے جدید دور میں فریز کرنے اور ادویات وغیرہ لگا کر محفوظ کرنے جیسے طریقوں سے بہت بہتر طریقہ اللہ کی حفاظت کا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اسی طریقے

تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ
اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ

لو ﴿47﴾ پھر اس کے بعد سات سال بہت سخت آئیں گے، جو تم نے پہلے جمع کر رکھا ہو گا ان (سالوں) کے لیے وہ سب کھا جائیں گے، صرف وہی تھوڑا سا بچے گا جو تم محفوظ رکھو گے ﴿48﴾ پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں بارش سے

سے سات سال تک غلہ محفوظ رکھنے کا مشورہ دیا۔

یہ بہت بدنصیبی کی بات ہوتی ہے کہ چیز موجود ہو لیکن ضرورت پڑنے پر وہ قابلِ استعمال نہ ہو۔ یوسف علیہ السلام پوری تدبیر انھیں سمجھا رہے ہیں کہ جب خوش حالی کے سات سال آئیں تو اس عرصہ میں تمھیں جو کچھ ملے اس میں سے کچھ کھا لو اور باقی فصلوں کو خوشوں کے اندر ہی محفوظ کر لو۔ بعض مفسرین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب قحط آتا ہے تو اس سے پھر صرف انسان ہی نہیں جانور بھی متاثر ہوتے ہیں اور ایسے حالات میں انسانوں کی طرح جانوروں کو بھی غلے کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا دانوں کو خوشوں اور بالیوں میں رکھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ دانے نکال کر تم کھاؤ گے اور جو بھوسہ وغیرہ بنے گا وہ تمھارے جانور استعمال کریں گے۔ اس سے انسان اور جانور دونوں کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ . . . : خوش حالی کے سات برسوں کے بعد قحط کے سات سال بہت مشکل ہوں گے۔ اس دوران بارشیں ہوں گی اور نہ ہی غلہ اُگے گا، جس سے حالات بہت زیادہ سخت ہو جائیں گے، فرمایا: ﴿يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ﴾ پچھلے سات سالوں میں تم نے جتنی بچت کی ہو گی اور جو غلہ سنبھال کر رکھا ہو گا اب قحط کے ان سالوں میں تم اس میں سے کھاؤ گے اور فرمایا، ایسا نہ ہو کہ تم سارے کا سارا ہی کھا جاؤ بلکہ " اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ " "صرف وہی تھوڑا سا بچے گا جو تم محفوظ رکھو گے۔" اس کا مقصد یہ ہے کہ اس میں سے بھی تم نے کچھ بچانا ہے تاکہ بعد میں بیج ڈال کر دوبارہ فصل کاشت کر سکو۔ بچت کا یہ طریقہ اللہ کے نبی بیان کر رہے ہیں۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ نبی صرف نماز، روزہ اور دوسرے چند عقائد و عبادات کے متعلق ہی بیان نہیں کرتے بلکہ قوموں کی تربیت کے لیے معاشی اصول بھی واضح کرتے ہیں۔ نبیوں نے معاشیات کا علم حاصل نہیں کیا ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کرتے ہیں اور اسی کی روشنی میں وہ پھر قوموں کو حقائق بتاتے اور سمجھاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف عبادات کے متعلق ہی نہیں بتایا بلکہ کاروبار کے بھی طریقے سکھائے اور سمجھائے ہیں۔

یوسف علیہ السلام بھی جس مسئلہ کے متعلق بتا رہے ہیں اس کا تعلق معاشیات سے ہے۔ وہ قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ جب تم پر قحط کے سال آئیں گے تو جس غلہ کو تم نے بچا کر رکھا ہوا ہو گا وہ تمھارے کام آئے گا۔ حقیقت ہے کہ اگر ملکوں کی

النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع ۶

لوگوں کی فریاد رسی کی جائے گی اور اس میں وہ نچوڑیں گے ﴿49﴾

معیشت کے لیے یہ بنیادی اصول طے کر لیا جائے تو مشکل حالات میں بھی ان کے لیے آسانی رہے گی۔ یہاں سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ حکومت کا ان چیزوں پر مکمل کنٹرول ہونا چاہیے، کیوں کہ جب حالات خراب ہوتے ہیں، مصیبت آتی ہے یا جنگیں ہوتی ہیں تو ان چیزوں کے اثرات معیشت پر بہت گہرے ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے بادشاہ کو پیغام پہنچا رہے ہیں اور سارا لائحہ عمل واضح کر رہے ہیں۔ نبی کی دعوت بہت وسیع اور جامع ہوتی ہے۔ نبی وحی کے ذریعے بات کرتا ہے، اس کی تائید آسمانوں سے ہوتی ہے۔ آج اگر ہم نے بھی اپنے معاشی مسائل کو درست کرنا، طبقات کی کشمکش کو ختم کرنا اور سیاسی اعتبار سے صحیح فیصلے کرنے ہیں تو اس کے لیے طریقہ یہی ہے کہ نبی ﷺ نے وحی کے ذریعے سے جو دین سمجھایا ہے اس پر عمل کیا جائے۔ اسی سے ہمارے سیاسی و معاشی مسائل حل ہوں گے اور سماجی ضروریات پوری ہوں گی۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ . . . : ''پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں بارش سے لوگوں کی فریاد رسی کی جائے گی اور اس میں وہ نچوڑیں گے۔'' یعنی اس ایک سال میں کثرت سے بارشیں ہوں گی اور پھر سے خوش حالیاں لوٹ آئیں گی۔ یہاں ''يَعْصِرُوْنَ'' (نچوڑیں گے) سے مراد یہ ہے کہ ایسے پھل کثرت سے پیدا ہوں گے جن سے جوس نکلتا ہے۔ مثال کے طور پر انگور بہت شان دار ہوں گے۔ سنگترہ، مالٹا اور لیموں وغیرہ سے بھی رس نکلتا ہے تو جتنے رَس والے پھل ہیں وہ بہت کثرت سے ہوں گے، یعنی باغوں میں پھل بہت زیادہ آئے گا۔ عام طور پر پھل غلے کی نسبت کم پیدا ہوتے ہیں لیکن اس آیت میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ جب تمھیں پھل بہت زیادہ ملیں گے تو غلے بھی کثرت سے ہی ملیں گے۔ ''وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ'' میں یہ معنی بھی شامل کیا گیا ہے کہ جب فصل تیار ہو گی تو چارہ بھی بہت زیادہ اگے گا۔ اس سے جانور بھی موٹے تازے ہوں گے اور وہ دودھ بھی زیادہ دیں گے گویا ہر اعتبار سے ہی اللہ تعالیٰ معاشرے میں خوش حالیاں پیدا کر دے گا۔

مفسرین نے یہاں اس بات پر بھی بحث کی ہے کہ بادشاہ کو خواب تو یہ آیا تھا کہ سات موٹی گائیاں ہیں جنھیں سات دبلی پتلی گائیاں کھا رہی ہیں، پھر اس کے ساتھ خواب کے دوسرے حصہ میں سات خشک سٹے اور سات سبز بالیوں کا ذکر ہے، اس خواب کی مناسبت سے یوسف علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ سات سال خوش حالی کے ہوں گے اور پھر سات سال قحط کے ہوں گے۔ اب آگے جو یہ بات کہی گئی ہے کہ ایک سال ایسا آئے گا جس میں پچھلی ساری کسر نکل جائے گی، اس کا خواب میں ذکر نہیں ہے۔ مفسرین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ خواب میں چونکہ سات سال خشک سالی کی بات آئی تھی تو

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ

اور (تعبیر سن کر) بادشاہ نے کہا اُسے میرے پاس لاؤ، پس جب قاصد ان کے پاس آیا تو (یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ اپنے

یوسف علیہ السلام نے یہیں سے یہ بات سمجھ لی اور نتیجہ اخذ کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے سات کا عدد مقرر کر دیا ہے تو لازمی بات ہے کہ اس کے بعد پھر بہار آئے گی، برسات ہو گی، لوگوں کو بہت کچھ کھانے کو ملے گا اور پھر سے خوش حالی آئے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی وحی کے ذریعے بات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو اعلیٰ بصیرت بھی عطا کرتا ہے اور اس بصیرت ہی سے انھیں بہت ساری باتیں سمجھا دیتا ہے۔ مفسرین بیان کرتے ہیں کہ یہ قحط سالی دراصل ان کے اس جرم کی سزا تھی کہ انھوں نے بغیر کسی وجہ کے اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام کو جیل میں ڈالا تھا۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((لِأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ، فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتّٰى أَكَلُوا الْعِظَامَ)) [صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب ﴿يخشى الناس هذا...﴾: ٤٨٢١] ''قریش جب رسول اللہ علیہ السلام کی دعوت قبول کرنے کی بجائے شرک پر جمے رہے تو آپ نے ان کے لیے ایسے قحط کی بد دعا کی جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانے میں پڑا تھا، چنانچہ قحط کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے۔''

ایک حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ((مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ)) [صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب التواضع: ٦٥٠٢] ''جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا میں اس سے اعلانِ جنگ کروں گا۔'' تو اللہ کے بندوں کو تنگ کرنا، پابندیاں لگانا، کفار کے دباؤ میں آ کر انھیں پابندِ سلاسل کرنا، یہ بھی اللہ کی طرف سے پکڑ کا ایک بہت بڑا سبب ہے۔ لہٰذا مصیبتوں کے صرف مادی اسباب ہی نہیں دیکھنے چاہییں بلکہ ان معاملات پر بھی غور و فکر کرنا چاہیے۔